مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دُشمن کی بیٹی

ایک نکاح میں جمع نہیں کی جا سکتیں

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۹ ، سائیڈ اے ، ۶-۱-۸۴

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

امابعد ! حضرت مِسْوَر بن مَخْرمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں اُنھوں نے ایک واقعہ کا تھوڑا سا حصہ بتلایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ ہونے لگا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور یہ بھی فرمادیا کہ میں حلال کو حرام ، حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ یہ میں نہیں کہتا کہ ان کے لیے دوسری شادی منع ہے یا حرام ہے۔ لیکن یہ کہ اس طرح سے بِنْت رسول اللہ اور بِنْت عدو اللہ (اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دُشمن کی بیٹی) دونوں کو جمع کرلیں یہ نہیں ہوسکتا، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اُس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو فاطمہ کو چھوڑ دیں۔

اس کی پہلی وجہ

تو اس میں ایک وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ (باپ ہونے کے ناطے) فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے ۔ فمن اغضبھا اغضبنی جو اس کو غصہ دلائے گا وہ مجھے بھی گویا غُصّہ دلائے گا اور یہ بھی روایت میں آپ نے کسی وقت ارشاد فرمایا یریبنی ماارابھا جو چیز اُسے بُری لگے گی وہ مجھے بھی بُری لگے گی۔ یؤذینی ما اذاھا جس چیز سے ان کو اذیت پہنچے گی مجھے بھی پہنچے گی۔

اس کی دوسری وجہ

اور دوسری وجہ اصل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی حیثیت تھی تو دوسری حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نقصان

ہوتا۔ وہ اس طرح کہ جہاں بھی دو عورتیں جمع ہوں گی تو وہاں کچھ نہ کچھ خفگی اور زیادتی ہو جائے گی۔ اب یہ ابو جہل کی بیٹی فتح مکّہ کے بعد بالکل نئی نئی مسلمان ہوئی تھیں تو اُن لوگوں کے بارے میں جو فتح مکّہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے، مسلمان اور سب کے سب لوگ کافی دنوں شک میں رہے ہیں کیونکہ بہت سے لوگ تو اس خیال میں تھے کہ جو غالب آئے گا اُس کے ساتھ ہو جائیں گے اور یکسو رہتے تھے تو فتح مکّہ جب ہو گئی تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس یہ پلّہ بھاری ہو گیا۔ تو اس دن مذہب میں داخل ہو گئے لیکن دِل سے یا سوچ سمجھ کر نہیں بلکہ اپنے مفادات کی خاطر کہ ایک پلّہ غالب ہو گیا تو ادھر ہو جاؤ اس لیے جو لوگ فتح مکّہ مکرمہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے اُن کے بارے میں صحابہ کرام سے یہ ملتا ہے کہ وہ کافی دنوں تک اُن کے اُوپر پُورا اطمینان نہیں کرتے رہے کافی دنوں کے بعد رفتہ رفتہ رفتہ پھر اطمینان ہُوا، تو ابوجہل کی بیٹی مُسلمان ہُوئی تھیں فتح مکّہ کے موقع پر اور اُنھوں نے جو کچھ سُنا اپنے ماحول میں، وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سُنتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے مقابلے کے لیے لشکر لے کر گیا تھا ان کا باپ اور مارا گیا تھا تو اب جس کا باپ قتل ہُوا ہو وہ سوکن بنی ہی ہو تو وہ صحیح معاملہ نہیں کر سکتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بھی اندازہ تھا کہ یہ زیادتی نہیں کرے گی فاطمہ لیکن وہ نہیں باز آئے گی۔ کیونکہ ابھی تک وہ اُس مقام پر نہیں پہنچی ہیں جو اسلام لانے کے بعد، عمل کرنے کے بعد، دل میں ایمان رچنے کے بعد حالت ہوتی ہے وہ بالکل اور ہوتی ہے وہ جو نیا نیا آدمی اسلام میں داخل ہُوا ہو وہ تو مسئلے بھی نہیں سمجھتا پُورے، اُس کے وہ جذبات بھی ابھی نہیں بنے ہوتے ہیں — تو دُنیاوی رسم و رواج اور دُنیاوی طریقے جو ہوتے ہیں۔ وہ ذہن میں زیادہ جمے ہُوئے ہوتے ہیں تو وہ ایسی بات کریں گی اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ فاطمہ جو ہیں وہ خفا ہوں گی اور جب فاطمہ کو تکلیف پہنچے گی۔ وہ خفا ہو گی اور مجھے پتا چلے گا اور واقعی زیادتی اُس کی ہو گی تو پھر یہی نتیجہ ہونا ہے کہ میرے ذہن میں دُوری آجائے گی برائی آجائے یا دُوری آجائے۔

نبی کی ناراضگی سے ایمان جاتا رہتا ہے

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذہن مُبارک میں کسی کی طرف سے دُوری آجائے تو وہ بڑا نقصان دہ ہے ایمان پر اثر پڑتا ہے یا کمزور ہو جائے گا۔ آخرت خراب ہو جائے گی اُس کی عذاب ہو گا آخرت میں یا ایمان ہی ختم ہو جائے گا تو یہ چیز ایسی تھی کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی وضاحت بھی فرمائی اور یہ بھی ——— فرمایا کہ میں کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام نہیں کر رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا

ہوں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ علیؓ کے لیے دوسری بیوی جائز نہیں ہے لیکن لَا تجتمع بنت رسولِ اللہ و بنت عدوِ اللہ یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ دونوں جمع ہوں اور آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ مجھے اس سے تعلق ہی بہت ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اور جو انہیں تکلیف پہنچائے گی اُس نے مجھے بھی تکلیف پہنچائی اور جس سے اُنہیں غصہ آئے گا اس سے مجھے بھی غصہ آئے گا

نبی علیہ السلام کا اُن کی اعلیٰ سمجھ اور تحمّل پر اعتماد

اس کا مطلب یہ ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کے بارے میں پورا اندازہ تھا کہ وہ اتنی سمجھ سے کام لیتی ہیں اور اتنے تحمّل سے کام لیتی ہیں کہ وہ غلط بات پر نہیں ہوتیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملے نہیں فرما سکتے تھے اگر وہ غلط بات پر ہوتے ہُوئے خفا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ وہ غلط بات پر بھی ہوں گی تو بھی مجھے غصّہ آئے گا۔ یہ مطلب نہیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کے معاملات جو ازواجِ مطہرات کے ساتھ تھے اچھی طرح معلوم تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ازواجِ مطہرات کے معاملے میں جو سوتیلی والدہ تھیں کبھی کوئی غلط بات نہیں کی اور ازواجِ مطہرات بھی قریب تھیں۔ (اور ازواجِ مطہرات کی دو جماعتیں تھیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کچھ اُن کے ساتھ دوسری طرف حضرت زینب، حضرت اُمِ سلمہ وغیرہ۔ حضرت زینب بڑی ہی قابلِ تعریف اور عبادت گزار تھیں۔ حضرت عائشہ رضؓ نے اُن کی تعریف کی لیکن اختلاف رہتا تھا اس اختلاف میں ایسے ہُوا کہ ازواجِ مطہرات نے حضرت فاطمہ رضؓ سے سفارش چاہی کہ تم یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہو اور منواؤ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو آپؐ نے اُن سے یہ فرمایا کہ یابنیۃ الا تحبین ما اُحبُّ او کما قال علیہ السّلام جو میں پسند کرتا ہوں اور مجھے محبوب ہے وہ تمہیں نہیں محبوب ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا ضرور تو آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح کی باتیں عائشہ کے متعلّق نہ کہو تو وہ رُک گئیں اور آ کر جواب دے دیا۔ پھر اُنھوں نے بھیجنا چاہا دوبارہ تو دوبارہ نہیں تشریف لائیں منع کر دیا اس سے بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بالمقابل جو ازواجِ مطہرات تھیں حضرت فاطمہ اُن کے ساتھ تھیں گویا مگر یہ بات بھی نہیں تھی میں نے پچھلی دفعہ جو آپ کو حدیث شریف سُنائی ہے اس میں یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتی رہیں بار بار اُن سے سوال کیا ہے اُنھوں نے پھر حیات میں تو نہیں بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اور عرض کیا جواب میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے خفیۃً ایک بات فرمائی ہے تو میں اس کو ظاہر نہیں کر سکتی

معذرت کر لی۔ وفات کے بعد پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پُوچھا اور جو جملے ہیں وہ بہت عجیب ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اُن سے کہا عزمت علیك بما لی علیك مِنَ الحقِ میں تم کو واسطہ دیتی ہوں دباؤ ڈالتی ہوں قسم کے معنٰی میں بھی ہوتے ہیں عزمت میں تمہیں واسطہ دیتی ہُوں بما لی علیك من الحق جو میرا تمہارے اُوپر حق ہے اُس کا واسطہ دیتی ہوں اور پُوچھتی ہوں کہ کیا بات تھی ؟ لَمَّا اخبر تینی مجھے ضرور تم بتاؤ کہ وہ کیا قصہ تھا کیا بات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے ایک دفعہ کہی تو تم رونے لگیں دوسری دفعہ کچھ بات کہی تو تم ہنسنے لگیں وہ بات پُوچھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ان کا تعلق بہت تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں اس قصہ کو تو یہ فرماتی ہیں کہ ما تخفٰی مِشیتھا من مشیت رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ آتیں ہیں تو ان کی چال ایسی تھی جو واضح طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کے مطابق تھی تو ایک بہت محبت کی چیز اور بہت جذبات کو اُبھارنے والی چیز وہی آدمی ذکر کر سکتا ہے کہ جسے صحیح تعلق ہو قلبی تعلق ہو ورنہ اچھی چیزوں کو بھی چُھپا لیتا ہے۔ اگر دل میں کوئی بُرائی ہو مگر اُنھوں نے اچھی چیز تو نہیں چھپائی انھوں نے تو ظاہر کی ہے اور اس واقعہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود روایت کر رہی ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بتلایا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ سیّدۃ نساء اھل الجنۃ اور یہ بھی فرمایا کہ سب سے پہلے دُنیا سے میرے بعد رُخصت ہو کر مجھ سے ملنے کے لیے تم آؤ گی تو اس پہ مجھے خوشی ہوئی اور اس پہ مجھے خوشی کی وجہ سے ہنسی آئی تھی یہ اُنھوں نے واقعہ نقل کیا ہے۔

ان سب کو آپس میں گہرا تعلق تھا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے اور اُن کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت گہرا تعلق تھا تو ازواجِ مطہرات کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ جو کہ سوتیلی والدہ تھیں ساری کی ساری، کہیں یہ نہیں آتا، کسی زوجہ مطہرہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کبھی شکایت کی ہو کہیں نہیں آتا، کہیں یہ نہیں آتا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدِ محترم سے اپنی سوتیلی ماں کی شکایت کی ہو یہ کہیں نہیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت اس قدر صاف، سنجیدہ اور عادلانہ تھی اور دُنیاوی خرابیوں سے پاک تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں یہ خیال تھا اور یقین تھا اور وہ سچ تھا جو آپ کا خیال یا یقین ہو کہ یہ تو زیادتی نہیں کریں گی بلکہ ان کے ساتھ زیادتی ہو گی پھر انہیں تکلیف ہو گی اُن کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہو گی۔

یہ رشتہ خود حضرت علیؓ اور ابوجہل کی بیٹی کے لیے نقصان دہ ہوتا

اس کی وجہ سے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف داری کر لی تو، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر اثر پڑے گا اور اُس کے ایمان پر بھی اثر پڑ سکتا ہے تو یہ تو معاملہ بحیثیت رسول خُدا کے نبی ہونے کے اُن کے لیے بڑا نقصان دہ ہوگا۔ تو ارشاد فرمایا کہ مَیں حرام حلال کی بات نہیں کر رہا۔ ہاں یہ نہیں ہو سکتا یعنی اس میں نقصان ہے

حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہو جانے کے بعد، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں تو دوسری شادی نہیں کی، کر سکتے تھے۔

شادی اور سادگی

کیونکہ شادی بڑا سادہ کام ہے ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے شادی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کپڑوں پر وہ خُوشبو دیکھی جو عورتوں کی ہوتی ہے تو دریافت کیا یہ خوشبو کیسی ؟ کیا شادی کر لی ؟ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں شادی کر لی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلاتے بھی نہیں تھے صحابہ کرام کہ ہم شادی کر رہے ہیں اور نہ ہی آپؐ نے کبھی فرمایا کہ بتلاؤ ہمیں۔ یہ حکم دیا ہے ضرور کہ ولیمہ کر دیا جائے، ولیمہ سُنّت ہے۔

شادیوں میں شرکت غیر اہم بات ہے

باقی نکاح میں جائیں، نکاح خود پڑھائیں اور شادیوں میں شرکت فرمائیں یہ چیزیں نہیں تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں معلوم ہوتا ہے ان چیزوں کے لیے وقت نہیں تھا آپ کے پاس اور آپ نے اُن کو نہایت سادہ رکھنا پسند کیا ہے اسلام کی پسند ہی یہ ہے کہ یہ چیزیں جو ہیں شادی بیاہ بالکل سادہ ہوں تو اُس زمانے میں کوئی مشکل نہیں تھی لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

اُن کی وفات کے بعد آپ نے کئی شادیاں کیں

ان کی وفات کے بعد پھر آپ کے ہاں کئی کئی بیویاں رہی ہیں چار بیویاں بھی رہی ہیں، تین بھی رہیں۔ یہ باب اہلِ بیت کی فضیلت کا ہے اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں ان حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)